سوال

(138) نماز میں ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

درج ذیل احادیث کے بارے میں تفصیل سے بتائیں کہ ان کی اسنادی حیثیت کیا ہے۔

1۔ "عن وائل بن حجر قال: رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضع یمینہ علی شمالہ فی الصلاۃ تحت السرۃ" (مصنف ابن ابی شیبہ 1/390)

2۔ "عن علی السنۃ وضع الیدین فی الصلاۃ ہل وضع الید تحت السرۃ فی الصلاۃ" (ابن ابی شیبہ 1/391، مسند احمد 1/110 ح 875)

3۔ "وعن أنس قال: ثلاث من أخلاق النبوۃ: تعجیل الإفطار، وتأخیر السحور، ووضع الید الیمنی علی الیسری فی الصلاۃ تحت السرۃ" (الجوہر النقی 2/32 بحوالہ ابن حزم المحلی 4/113)

4۔ "عن أبی ہریرۃ قال: وضع الکف علی الکف فی الصلاۃ تحت السرۃ" (الجوہر النقی 2/32 بحوالہ ابن حزم)

5۔ "عن ابراہیم قال: "یضع یمینہٗ علی شمالہ فی الصلاۃ تحت السُّرَۃ" (ابن ابی شیبہ 1/390)

6۔ "یَضَعُ بَاطِنَ کَفِّ یَمِینِہِ عَلٰی ظَاہِرِ کَفِّ شِمَالِہِ، وَیَجْعَلُہُمَا أَسْفَلَ مِنَ السُّرَۃِ" (ابن ابی شیبہ 1/391)

7۔ ابن حزم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تعلیقاً اور مسند الامام زید میں سند کے ساتھ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تین چیزیں انبیاء کے اخلاق میں سے ہیں۔ ایک نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔

محترم! ان روایات کا حوالہ تخریج اور "فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ" کی تفسیر اور سینے پر ہاتھ باندھنے کی احادیث کن کن کتب حدیث میں وارد ہیں اور ان کی اسانید کس طرح ہیں؟ (عبدالقادر)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

آپ کی مطلوبہ روایات مذکورہ کی تخریج و تحقیق درج ذیل ہے۔

1۔ وائل بن حجر رحمۃ اللہ علیہ والی روایت مصنف ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ (1ص390) طبع العزیزیہ حیدر آباد، الہند، 1386ھ بمطابق 1966ء) میں "تحت السرۃ" کے اضافے کے بغیر موجود ہے۔

اسی طرح میرے استاد محترم الشیخ ابو القاسم محب اللہ شاہ الراشدی السندھی رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانے میں مصنف ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کا جو قلمی نسخہ موجود ہے اس میں بھی "تحت السرۃ" کے الفاظ نہیں ہیں۔

انور شاہ کاشمیری دیوبندی نے کہا کہ میں نے مصنف (ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ) کے تین نسخے دیکھے ہیں ان میں سے کسی ایک بھی "تحت السرۃ" کے الفاظ نہیں ہیں۔ (فیض الباری ج2ص267)

مصنف ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کا جو نسخہ بیروت سے چھپا ہے۔

اس میں بھی "تحت السرۃ" کے الفاظ نہیں ہیں۔ (ج1ص342حدیث3938)

مصنف ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ والی روایت امام وکیع سے ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے یہی روایت امام وکیع سے "تحت السرۃ" کے بغیر نقل کی ہے۔ (مسند احمد ج4ص316حدیث: 19051)

کراچی سے ادارہ القرآن والعلوم الاسلامیہ کے دیوبندی ناشرین نے حال ہی میں ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کا نسخہ شائع کیا ہے اس میں بغیر کسی حوالے کے "تحت السرۃ" کے الفاظ کا اضافہ کر دیا سوال یہ ہے کہ دیوبندیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے کی جرات کیوں ہوئی؟ تو اس کے دو سبب ہیں۔

1۔ دیوبندیوں سے پہلے ایک حنفی مولوی قاسم بن قطلوبغا (پیدائش 802وفات 979ھ) نے یہ روایت مصنف ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ سے "تحت السرۃ" کے اضافے کے ساتھ نقل کی ہے اور اس کے بارے میں برہان الدین ابو الحسن ابراہیم بن عمیر البقاعی (متوفی 885ھ) مصنف "نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور" جو آٹھ جلدوں میں چھپی ہے نے فرمایا: قاسم بن قطلوبغا کان کذاباً "قاسم بن قطلوبغا۔ کذاب (یعنی جھوٹا) تھا۔ (الضوء اللامع للسخاوی ج6ص186)

2۔ دیوبندی حضرات کو جھوٹ بولنے کی عادت ہے!

دیوبندی مکتب فکر کے بانی محمد قاسم نانوتوی (متوفی 1297ھ) نے کہا:

"میں سخت نادم ہوا اور مجھ سے بجز اس کے کچھ بن نہ پڑا کہ میں جھوٹ بولوں لہٰذا میں نے جھوٹ بولا (اور صریح جھوٹ میں نے اسی روز بولا تھا) الخ۔ (ارواح ثلاثہ ص390حکایت نمبر391و معارف الاکابر ص260)

دیوبندی مکتب کے دوسرے بانی اور رکن رشید احمد گنگوہی (متوفی 1323ھ) نے کہا کہ "جھوٹا ہوں۔" الخ (مکاتب رشیدیہ ص10و فضائل صدقات ص558مطبوعہ کتب خانہ فیضی لاہور)

2۔ عن علی۔ (مسند احمد ج1ص110ابو داود756وابن ابی شیبہ ج1ص391) اس روایت کی سند ضعیف ہے اس کا راوی عبد الرحمن بن اسحاق الکوفی الواسطی جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے بلکہ انور شاہ کاشمیری نے کہا:

"الواسطی وہو متفق علی ضعفہ"

"بے شک واسطی ضعیف ہے اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے "(العرف الشذی ج1ص76سطر نمبر28)

3۔ یہ روایت المحلیٰ میں بلا سند ہے لیکن الخلافات للبیھقی (قلمی ص37) میں یہ روایت۔

"اخبرنا ابوالحسین بن الفضل بغداد: انبا ابوعمرو بن السماک: حدثنا محمد ابن عبیداللہ بن المنادي: حدثنا ابوحذیفة: حدثنا سعید بن زربی عن ثابت عن انس قال: من اَخلاق النبوة: تعجیل الاِفطار، وتاَخیر السحور، ووضع الیمین علی الشمال فی الصلاة تحت السرة"

"کی سند و متن سے موجود ہے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن زربی کو اس مقام پر "ولیس بالقوی"کہا ہے جب کہ تقریب التہذیب میں "منکر الحدیث"لکھا ہوا ہے لہٰذا یہ روایت ضعیف ہے۔

4۔ یہ روایت سنداً صحیح ہے لیکن ابو مجلز تابعی کا قول ہے۔ ظاہر ہے کہ تابعی کا قول سنت صحیحہ کے مقابلے میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ عین ممکن ہے کہ ابو مجلز تک اس مسئلے میں سنت صحیحہ نہ پہنچی ہو اور انھوں نے یہ فتوی اپنے اجتہاد سے دیا ہو۔

5۔ مسند زید بن علی کا بنیادی راوی ابو خالد (عمرو بن خالد) الواسطی ہے (مسند زید ص51،50) یہ مشہور کذاب راوی تھا۔

دیکھئے میزان الاعتدال (3/257) وغیرہ کتاب مذکور (مسند زید) میں آپ کا حوالہ ص204پر ہے۔ یہ ساری کتاب ہی موضوع ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت محلیٰ (ج4ص113مسئلہ448) میں "تحت السرة"کے الفاظ کے بغیر اور بلا سند مذکور ہے لہٰذا یہ استدلال بھی باطل ہے۔

"فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ"کی تشریح میں سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

"وضع یدہ الیمنی علی وسط ساعدہ الیسری ثم وضعھما علی صدرہ"

"یعنی انھوں نے اپنا دایاں ہاتھ اپنی کلائی کے درمیان اپنے سینے پر رکھا۔(التاریخ الکبیر للبخاری ج6ص437والسنن الکبری للبیھقی ج2ص30)

اس کے راوی (عاصم الجحدری) کے والد العجاج کے حالات نہیں ملے لہٰذا یہ سند ضعیف ہے بعض راویوں نے العجاج کو سند سے گرا دیا ہے ایک شخص عبداللہ بن ردبة العجاج ہے جسے ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الثقات (ج5ص287) میں ذکر کیا ہے۔

اس کے حالات تاریخ دمشق میں بھی ہیں تاہم اس کے استادوں میں عقبہ بن ظبیان اور شاگردوں میں عاصم الجحدری کا نام نہیں ملا۔ واللہ اعلم غالباً یہ دوسرا شخص ہے۔

بہر حال یہ سند ضعیف ہے التمہید لابن عبدالبر (ج20ص78) میں اس روایت میں بحوالہ الاثرم، آخر میں "علی صدرة"کے بجائے "تحت السرة"کا اضافہ ہے اور سند سے عاصم الجحدری کے بعد"عن ابیہ کا واسطہ گر گیا ہے التمہید (9ص217) سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ ابن عبدالبر الاثرم سے الخضر بن داوٗد کی سند سے روایتیں بیان کرتے ہیں۔ الخضر بن داوٗد کے حالات نامعلوم ہیں اور باقی سند میں بھی نظر ہے لہٰذا یہ سند بھی ضعیف ہے۔

یہ مختصر تحقیق جلدی میں لکھ دی ہے۔ اس مسئلے میں مفصل تحقیق لکھنے کا میرے پاس فی الحال وقت نہیں ہے مسند احمد (ج5ص226ح22313) میں قبیصہ بن ہلب والی قوی روایت سینے پر ہاتھ باندھنے کی زبردست دلیل ہے۔

صحیح بخاری (ح740) کی ذراع والی حدیث کا عموم بھی اس کا مؤید ہے:

"علی ظهر کفه الیسری والرسغ"

والی حدیث بھی اس کی دلیل ہے۔ (دیکھئے ابوداود: 727 وسندہ صحیح)

نیز اس موضوع پر میری کتاب "نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام" کا مطالعہ بھی مفید ہوگا (ان شاء اللہ) (شہادت جولائی 2002)

ھذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوی علمیہ

جلد1۔کتاب الصلاۃ۔صفحہ313

محدث فتویٰ